قادیانی مسلم کشمکش کے حوالہ سے ایک تاریخی شخصیت

روزنامہ جنگ لندن نے ۱۴ جولائی ۹۲ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع کی ہے کہ شاہ جہاں مسجد ووکنگ (لندن) کے سابق امام حافظ بشیر احمد مصری گزشتہ روز ۷۸ برس کی عمر میں لندن کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

خبر میں حافظ صاحب مرحوم کا تعارف ماحولیات اور تحفظ حیوانات کے ایک مسلم ماہر کی حیثیت سے کرایا گیا ہے جنہوں نے اس شعبہ میں نمایاں تحقیقی خدمات سرانجام دی ہیں اور اسلام میں حیوانات کے ساتھ برتاؤ کے موضوع پر ان کے مقالہ کو بین الاقوامی شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی حافظ صاحب مرحوم کا ایک اور تاریخی تعارف بھی ہے جو قادیانی مسلم کشمکش کے حوالہ سے ہے اور جس کے تذکرہ کے بغیر نہ حافظ صاحب کا ذکر مکمل ہوتا ہے اور نہ ہی قادیانی کشمکش کی تاریخ کی تکمیل ہوتی ہے۔

حافظ بشیر احمد مصری ۱۹۱۴ میں قادیان میں ایک ممتاز قادیانی شیخ عبد الرحمن مصری کے ہاں پیدا ہوئے جن کا تعلق لاہور کے ایک ہندو گھرانے سے تھا اور وہ ہندو ازم چھوڑ کر قادیانیت کے فریب کا شکار ہوگئے تھے ان کا شمار قادیانی جماعت کے سرکردہ حضرات میں ہوتا تھا حافظ بشیر احمد نے قادیان کے ماحول میں پرورش پائی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو قریب سے دیکھا جو ان کی قادیانیت بلکہ نفس مذہب سے برگشتگی کا باعث بن گیا' انہوں نے اپنی مطلوبہ یاد داشتوں میں لکھا ہے کہ اس وقت کے قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اور نام نہاد "خاندان نبوت" کے دیگر سرکردہ افراد کی جنسی بے راہ روی اور اخلاقی پستی کے ایسے ہوشربا مناظر ان کے مشاہدہ میں آئے کہ ایک وقت میں مذہب اور خدا کی ذات سے بھی ان کا اعتقاد اٹھ گیا اور وہ دھریت کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔

مرزا بشیر الدین محمود کے "جنسی معرکوں" کا ذکر بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان رحمتہ اللہ علیہ نے بھی زمیندار میں بار بار کیا ہے اور اس موضوع پر خود قادیانی امت کے افراد کے اعتراضات پر مشتمل "تاریخ محمودیت" کی شہادت موجود ہے ایک دور میں اس کتاب کی اشاعت پر پابندی تھی اس لئے شہر "سدوم" اور "ربوا" کا راسپوٹین کے نام سے بھی چھپ چکی ہے اس میں ان لڑکوں اور لڑکیوں کے حلفیہ بیانات ہیں جو مرزا بشیر الدین محمود اور اس خاندان کے دیگر سرکردہ حضرات کی "جنسی ھوس" کا شکار ہوئے مرزا بشیر الدین محمود کے بھرپور شباب کا زمانہ تھا اور حافظ بشیر احمد کی اٹھتی جوانی تھی اس لئے انہیں بھی "مخصوص گینگ" میں شامل کر لیا گیا لیکن وہ زیادہ دن اس ماحول کو برداشت نہ رکھ سکے پہلے کچھ عرصہ ذہنی تذبذب کا شکار رہے پھر ساری صورت حال باپ کے سامنے رکھ دی' شیخ عبدالرحمن کے لئے بھی یہ صورت حال خلاف توقع تھی لیکن تحقیق پر بیٹے کی باتیں درست ثابت ہوئیں تو مرزا بشیر الدین محمود کے نام پے درپے خطوط میں ان سے مطالبہ کیا کہ وہ برات ثابت کریں ورنہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں مرزا محمود نے شیخ عبد الرحمن مصری اور اس کے خاندان کو قادیانی جماعت سے نکالنے اور معاشرتی بائیکاٹ کا اعلان کر دیا اس دوران حافظ بشیر احمد پر قادیان میں قاتلانہ حملہ بھی ہوا جس میں ان کا ایک ساتھی جاں بحق ہوگیا

اس خاندان کی حفاظت کے لئے حکومت کو پولیس کی گارڈ مقرر کرنا پڑی اور مجلس احرار اسلام نے بھی ان کے گھر کے سامنے حفاظت کے لئے رضاکاروں کا کیمپ لگا دیا یہ اس صدی کے چوتھے عشرہ کی بات ہے اور اس دور کے اخبارات ان واقعات کے تذکرہ سے بھرے پڑے ہیں۔ حافظ منیر احمد نے اپنی یادداشتوں میں لکھا کہ اس دور میں ان کے ذہن پر دہریت کا غلبہ ہو گیا تھا حتی کہ ایک موقع پر باپ نے اپنے لئے دعاء کرنے کی تلقین کی تو جواب دیا کہ کس سے دعا کروں جس کا کوئی وجود ھی نہیں ہے؟ " معاذ اللہ "

شیخ عبدالرحمن نے قادیانیت کے دائرہ میں رہتے ہوئے مرزا بشیرالدین محمود کے مخالف دھڑے لاہوری گروپ میں شمولیت اختیار کرلی اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گئے جبکہ حافظ بشیر احمد کا رابطہ مجلس احرار اسلام کے راہ نماؤں سے ہوا جو ان کی ہدایت کا ذریعہ بن گیا انہوں نے اپنی یاد داشتوں میں اس حوالہ سے امیر شریعت "سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ" مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ چودھری افضل حق اور مولانا مظہر علی اظہر کا بطور خاص ذکر کیا ہے بالاخر ۴۰ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری انہیں لے کر تبلیغی جماعت کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس دھلویؒ کے پاس حاضر ہوئے اور حافظ بشیر احمد۔ نے ان کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا

قبول اسلام کے بعد حافظ صاحب مرحوم کا رابطہ قادیانی جماعت اور اپنے خاندان دونوں سے کٹ گیا۔اس لئے ۱۹۴۱ء میں ہندوستان چھوڑ کر مشرقی افریقہ چلے گئے جہاں بیس سال قیام کیا پھر ۱۹۶۱ء میں برطانیہ آگئے اس دور میں ووکنگ کی شاہ جہاں مسجد اس علاقہ کی مرکزی مسجد کی حیثیت رکھتی تھی جو قادیانیوں کے تصرف میں تھی اسے چند مخلص مسلمانوں نے بے حد تگ و دو کے بعد قادیانیوں کے تسلط سے چھڑایا اور حافظ بشیر احمد اس مسجد کے پہلے امام مقرر ہوئے حافظ صاحب کو یہاں بھی قادیانیت سے معرکہ آرائی کا سامنا کرنا پڑا جس میں وہ کامیاب رہے چنانچہ وہ اپنی یاد داشتوں میں لکھتے ہیں کہ

"خدا نے جو سب سے زیادہ مسرت بخش اسلام کی خدمت کرنے کی مجھے توفیق دی وہ یہ تھی کہ ووکنگ مسجد کی امامت سے مستعفی ہونے سے قبل ایسے حالات پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اس مسجد اور مرکز میں اب کبھی بھی کسی مرزائی امام کا تقرر نہیں ہو سکتا"

۱۹۶۸ء میں ووکنگ مسجد کی امامت سے الگ ہو گئے اور مسلم ممالک کا بائی روڈ سفر شروع کیا جو تقریباً" تین سال جاری رہا اس دوران چالیس سے زیادہ ممالک میں گئے اور مسلم ممالک کے حالات کا مشاہدہ کیا۔

قادیانی امت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے تین سال قبل دنیا بھر کے مسلم راہنماؤں کو مباہلہ کی دعوت دی تو اس کی ایک کاپی حافظ بشیر احمد مرحوم کو بھی بھجوائی گئی حافظ صاحب نے یہ چیلنج مرزا طاہر احمد کے نام ایک کھلے مطبوعہ خط کی صورت میں قبول کیا لیکن مرزا طاہر احمد نے میدان مباہلہ میں آنے کی ہمت نہ کی۔

حافظ بشیر احمد مرحوم کے بارے میں بعض حلقوں کی طرف سے یہ شکوک پھیلائے جاتے رہے کہ ان کے عقائد اب بھی لاہوری مرزائیوں سے ملتے جلتے ہیں لیکن ۱۹۶۸ء میں مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر کی برطانیہ آمد کے موقع پر دونوں کی گفت و شنید ہوئی اور مولانا لال حسین اختر نے تحریری طور پر

ان شکوک کو رد کیا اور کہا کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں۔

راقم الحروف کی ملاقات حافظ بشیر احمد مرحوم سے ۸۵ء یا ۸۶ء میں لندن کی سالانہ ختم نبوت کے موقع پر ہوئی کچھ زیادہ گفت و شنید کا موقع نہیں ملا لیکن یہ سعادت کیا کم تھی کہ زندگی میں اس تاریخی شخص کو دیکھنے کا موقع مل گیا جس نے اس دور میں مرزا قادیانی کے نام نہاد خاندان نبوت کے "سیکس سیکشن" کو بے نقاب کرنے کی جرات کی جب قادیانیت کے خلاف بات کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف سمجھا جاتا تھا' بہرحال حافظ بشیر احمد مرحوم تحفظ حیوانات اور ماحولیات کے ماہر ضرور تھے اور اس شعبے میں ان کی خدمات یقیناً" وقیع ہوں گی لیکن وہ ہماری مذہبی تاریخ کا بھی ایک جراتمند اور باحوصلہ کردار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں 'ان کی نیکیاں قبول کریں' غلطیوں کی معافی دیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں آمین یا الہ العالمین

باقی از صفحہ ۹

کر شہید ہوئی تھی اس وقت کی تعمیر بعد کی بناوٹ ہے۔ مسجد کی پیائش مع صحن کے شرقاً" غرباً" پانچ سو فٹ اور شمالاً" جنوباً" تین سو فٹ ہے۔ مسجد کے اندر ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قبر مبارک ہے اور یہ سفید مینار اس وقت بھی موجود ہے۔ راقم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہاں کے لوگ اس کی منارۃ المسیح کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ۱۹۔ مستدرک ۴ر۴۸۲۔ وقالا صحیح ۔ ۲۰۔ نووی شرح مسلم ۲ر۴۰۱۔ ۲۱۔ مسلم ۲ر۴۰۱۔ مستدرک ۴ر۴۹۲۔ ۲۲۔ مسلم ۲ر۳۹۳۔ ۲۳۔ مسلم ۲ر۳۹۳ ۔ ۲۴۔ نسائی ۲ر۵۲۔ ۲۵۔ نسائی ۲ر۵۳ (۲۶' ۲۷' ۲۹) ابوداؤد ۲ر۲۳۴۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزی کون کر رہا ہے مسلمان یا قادیانی؟

مغربی ممالک کا انسانی حقوق کا تصور کیا ہے؟ اور وہ اس خوشنما نعرہ کی آڑ میں اسلامی، نظام و قوانین کے خلاف کیا زہر اگل رہے ہیں؟ ۱۶ اگست ۹۲ کو مرکزی جامع مسجد برمنگھم (برطانیہ) میں منعقد ہونے والی ساتویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس میں اس موضوع پر

مدیر الشریعۃ کا معرکۃ الاراء خطاب

الشریعۃ کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)